THE MESSENGER
پندرہ روزہ
پیغامبر
اسکاربرو کینیڈا
مدیر سہیل اختر
۷ دسمبر ۸۴ء

قرآنِ حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں اُن کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں اُن کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

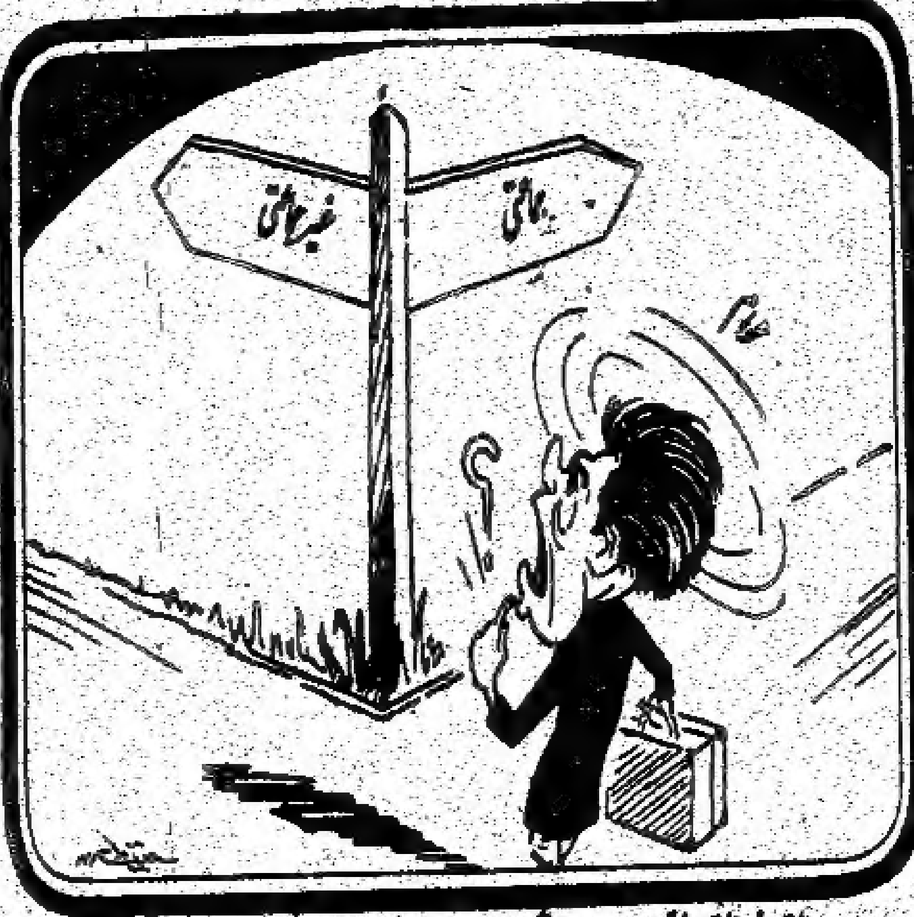
# آئندہ پانچ برسوں میں تارکین وطن کا بڑے پیمانے پر وطن واپسی کا کوئی امکان نہیں!

## واپسی سے پیدا ہونے والے ممکنہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں (وزیر محنت)

**اسلام آباد (اپ پ)** بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کے لئے ایسے ملکوں میں جہاں پاکستانی کارکن بڑی تعداد میں کام کر رہے ہیں کمیونٹی ویلفیئر اتاشی مقرر کئے گئے ہیں یہ بات محنت افرادی قوت اور بیرون ملک پاکستانیوں کے امور کے وفاقی وزیر مسٹر غلام دستگیر نے بتائی ہے انہوں نے کہا کہ افرادی قوت درآمد کرنے والے ملکوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک پیشہ وارانہ تربیتی منصوبے پر کام ہو رہا ہے اس منصوبے کے تحت رکروٹوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق تربیت دینے کے لئے اکتیس مراکز قائم کئے جائیں گے۔ اسی قسم کے ایک منصوبے پر بھی کام ہو رہا ہے۔ جس میں دیہی شعبے پر زور دیا گیا ہے بیرون ملک سے تارکین وطن کی ممکنہ واپسی کا ذکر کرتے ہوئے وفاقی وزیر نے کہا کہ حکومت حالات کا جائزہ لے رہی ہے انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں افرادی قوت کے ڈویژن نے جو جائزہ لیا ہے۔ اس کے مطابق آئندہ پانچ برسوں میں تارکین وطن کی بڑے پیمانے پر واپس وطن آنے کا امکان نہیں ہے تاہم تارکین وطن کی واپسی سے پیدا شدہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

انہوں نے کہا "ملک کو ہنرمند افرادی قوت کی ضرورت ہے تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو لہٰذا ان کی ملک واپسی سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں افرادی قوت کا ذیلی ادارہ اوورسیز پاکستانیز فاؤنڈیشن پہلے سے سرگرم عمل ہے وفاقی وزیر نے کہا کہ فاؤنڈیشن ملک میں صنعتیں لگا رہی ہے۔ جہاں بیرون ملک سے وطن واپس آنے والے پاکستانیوں کو روزگار فراہم کیا جائے گا انہوں نے کہا کہ افرادی قوت کا ڈویژن تارکین وطن اور ان کے متعلق مسائل کا جائزہ لینے میں مصروف ہے۔

مسٹر غلام دستگیر خان نے کہا کہ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں میں سے ستر فیصد کارکن ہیں جبکہ پیرو انشاریہ دو فیصد طلبہ ہیں اور سولہ اعشاریہ چار فیصد ان کے اہل خانہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افرادی قوت کے ڈویژن نے ایک پانچ سالہ جامع منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس کی خاص خاص باتیں یہ ہیں افرادی قوت کی تعداد دو کروڑ ۳۴ لاکھ ۸۹ ہزار سے بڑھ کر تین کروڑ ساڑھے پندرہ لاکھ ہو جائے گی۔ موجودہ بے روزگاری کی شرح تین اعشاریہ پانچ فیصد سے کم ہو کر تین اعشاریہ ایک فیصد ہو جائے گی۔ انہوں نے اس منصوبے کے دوران ۳۴ لاکھ ۹۰ ہزار نئی آسامیاں پیدا کی جائیں گی حالانکہ ملک کی موجودہ آبادی آٹھ کروڑ ۹۲ لاکھ ۳۰ ہزار سے بڑھ کر دس کروڑ ستر لاکھ ساٹھ ہزار تک پہنچ جائے گی۔




بحالی۔ غیر جماعتی۔ انتخابات جلد ہوں گے عوام تیاریاں مکمل کریں (صدر ضیاء الحق)

# جمہوریت کی بحالی کی جدوجہد بالآخر نتیجہ خیز ثابت ہوگی

## نیو جتوئی میں مصطفیٰ جتوئی کے مہمان خانے پر مولانا نورانی کا نوجوانوں سے خطاب

**نیو جتوئی:** کالعدم جمعیت علمائے پاکستان کے رہنما مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ جمہوریت اور ۷۳ء کے آئین کی بحالی کے لئے عوام جو جدوجہد کر رہے ہیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے جن صبر آزما مراحل سے گزر رہے ہیں، وہ تاریخ کا ایک باب ہے اور یہ جدوجہد بالآخر ضرور نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔ وہ یہاں نیو جتوئی پہنچنے کے بعد سیاسی کارکنوں، طالب علموں اور نوجوانوں کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ سندھ اتحاد بورڈ کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے مولانا نورانی جب نیو جتوئی پہنچے تو وفد کا پر جوش استقبال کیا گیا۔ جلوس کے شرکا نے نصف میل تک جمہوریت بحال کرو، پاکستان کو بچاؤ اور سندھی مہاجر بھائی بھائی کے نعرے لگائے۔ سندھ کے سابق وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی کے مہمان خانے پر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نورانی نے کہا کہ جمہوریت اور آئین کی بحالی نیز جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات کے مطالبات پوری قوم کے مطالبات ہیں۔ جنہیں موجودہ حکومت بلا تامل تسلیم کرے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ سندھ اتحادیوں کا یہ وفد کراچی کے عوام کی جانب سے محبت، خیرسگالی اور یکجہتی کا پیغام لایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل پاکستان اور بالخصوص سندھ کے غیور عوام نے مارشل لا کے خاتمے اور جمہوریت کی بحالی کے لئے جس تحریک کا آغاز کیا ہے وہ ضائع نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت پاکستان کی بقا کا مسئلہ ہے۔ اس لئے جمہوریت کی بحالی ضروری ہے۔ پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ پاکستان میں عنقریب آزادی اور جمہوریت کا سورج طلوع ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مظلوم عوام کے حقوق غصب کرنے والوں کا تاریخ نے ہمیشہ بے دردی سے احتساب کیا ہے۔ کالعدم جمعیت علمائے پاکستان نے اب یہ عزم کر لیا ہے کہ جمہوریت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم کی جائے گی۔ مسلم لیگی رہنما محمود الحق عثمانی نے کہا کہ قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ قربانیاں دینے والی قوم کبھی مایوس اور ناکام نہیں ہوتی۔ جناب ہارون احمد نے کہا کہ میں سندھی مہاجر دوستی کا پیغام لایا ہوں۔ جلوس سے اختر رضوی اور صابر علی نے بھی خطاب کیا۔

# ایم آر ڈی کے ۱۰۰ دنوں کی رُوداد!

## مختلف صوبوں میں تحریک کے دوران ۴۶۹۱ افراد کی گرفتاری عمل میں آئی

**— پنجاب —**

اٹک میں ایم آر ڈی کی پاکستان بچاؤ تحریک جاری ہے مقامی ضیغم رکن نذر محمد طاہر نے سینکڑوں افراد کی موجودگی میں مقررہ وقت پر یعنی صبح ۱۱ بجے ہائی کورٹ کے باہر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا گرفتاری دیتے ہوئے مسٹر نذر محمد طاہر نے ایم آر ڈی کے حق میں اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ انہوں نے اسی موقع پر ہجوم میں پمفلٹ بھی پھینکے جن پر بحالی جمہوریت کے مطالبات لکھے ہوئے تھے مسٹر نذر محمد طاہر کو جو ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے رکن بھی ہیں پولیس حکام نے فوری طور پر حراست میں لے لیا۔ اور تھانہ صدر لے جایا گیا جہاں پیپلز پارٹی کے ضلعی صدر مسٹر رب نواز خان اور تحصیل کے صدر مسٹر اختر بٹ مارشل لا کے حکم نمبر ۱۳ اور ۳۳ کے تحت ۱۳ ہزار کے جسمانی ریمانڈ پر ہیں بجٹر ہذہ کے خلاف بھی مقدمہ درج کیا گیا ہے۔

**— بلوچستان —**

ایم آر ڈی بلوچستان کے ترجمان کالعدم جمعیت علمائے اسلام کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد کو ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ سے رہا کر دیا گیا۔ ان کی رہائی حکومت بلوچستان کی طرف سے ان کی نظربندی کے احکامات واپس لینے کے نتیجے میں عمل میں آئی۔ دریں اثناء کالعدم جمعیت علمائے اسلام کے صوبائی صدر مولانا عبدالواحد کو کوئٹہ کی جیل سے سول ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے وہ کافی عرصہ سے جیل میں بیمار تھے۔

**— سندھ —**

ایم آر ڈی نے اپنی تحریک کے سو دن مکمل کر لئے سرکاری ذرائع کے مطابق گذشتہ سو دنوں کے دوران ۴۶۹۱ افراد کی گرفتاری عمل میں آئی تھی جن میں سے ۱۸ سو افراد کو رہا کیا جا چکا ہے ان ذرائع کے مطابق نظربندوں کی کل تعداد ۱۵ سو ستر ہے تحریک کے دوران نواب شاہ، دادو، لاڑکانہ اور دیگر علاقوں میں ۹۱ افراد ہلاک ہوئے ہیں جن میں سے سب کا تعلق قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ہے جبکہ کل ۴۸ سو زخمیوں میں سے ۱۵ فیصد کا تعلق حفاظتی اداروں سے ہے ایم آر ڈی کے ذرائع نے ان سرکاری ذرائع سے اختلاف کرتے ہوئے گرفتار، جاں بحق، اور زخمی ہونے والے کارکنوں کی تعداد کہیں زائد بتائی ہے۔

# ایم آر ڈی کے تحت گرفتاریاں

**کراچی:** قومی محاذ آزادی کے ایک کارکن نے تحریک بحالی جمہوریت کے سلسلہ میں ناظم آباد میں گرفتاری پیش کی۔ یہ کارکن جو ہاتھوں میں کتبہ لئے ہوئے تھا جونہی سامنے آیا پولیس نے اسے دبوچ لیا اور وین میں بٹھا کر لے گئی۔

ایم آر ڈی کی تحریک سول نافرمانی کے ۹۹ ویں دن کراچی میں کالعدم قومی محاذ آزادی کے زیر اہتمام لانڈھی اور کورنگی سے جلوس نکالا گیا۔ دریں اثناء بلدیہ ٹاؤن میں دو کارکنوں نے گرفتاری دی اور جلوس نکالا۔

**لاہور:** ایم آر ڈی کی تحریک سول نافرمانی کے ۹۹ ویں روز لاہور میں کالعدم جمعیت علمائے اسلام کے رہنما منشی سعید الرحمٰن نے گرفتاری پیش کی۔

**پشاور:** گذشتہ ماہ سرحد کے ایک سابق گورنر اور کالعدم پیپلز پارٹی کے رہنما حیات محمد شیرپاؤ شہید کے مزار واقع چارسدہ میں سندھ اور بلوچستان کے شہدا کی غائبانہ نماز جنازہ کے سلسلے میں کالعدم پیپلز پارٹی کے جن ۹ کارکنوں کو ۳ ایم پی او کے تحت گرفتار کر کے ایک ماہ کے لئے ڈیرہ جیل میں نظربند کر دیا تھا ان کی نظربندی کی مدت میں گذشتہ روز سے ایک ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ ان کارکنوں میں محمد زمان، سکندر خان، حکمت شاہ، اجون شاہ، باقر علی، اسد خان، ملک بہادر، صابر خان اور سراج شامل ہیں۔

**کراچی:** کالعدم پیپلز پارٹی کے رہنما مولانا احترام الحق تھانوی کی نظربندی میں مزید تین ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ مولانا احترام الحق تھانوی ان دنوں سنٹرل جیل میں نظربند ہیں۔

**لاہور:** اے پی پی کے مطابق مولانا حامد میاں کے صاحبزادے رشید میاں کو کوٹ لکھپت جیل میں تین ماہ کے لئے نظربند کر دیا گیا ہے۔

# قیدیوں کے درمیان تصادم

ٹھٹھہ سب جیل کے بیرک نمبر ایک میں قیدیوں کے دو گروہوں کے درمیان تصادم ہو گیا۔ جس میں چاقو، ڈنڈے اور بلیڈ کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں تین قیدی زخمی ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق ٹھٹھہ جیل کی بیرک میں بشو جاگیر اور محمد مرو کے حامیوں کے درمیان آئے دن جھگڑا رہتا تھا۔ جس کی شکایت بشو جاگیر نے گارڈ کے جمعدار سے کی اور کہا کہ انہیں الگ الگ بیرکوں میں منتقل کر دیا جائے۔ مگر جمعدار نے کوئی توجہ نہیں دی۔ جس کی وجہ سے گیارہ بجے تصادم ہو گیا۔

# طلباء نے بسیں اغوا کر لیں

**لاہور (اپ پ)** اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی دو بسوں کو جنہیں سائنس کالج وحدت روڈ کے طلباء نے اغوا کیا تھا پولیس نے چھڑا لیا طلباء نے کالج کے لئے مزید بسیں مہیا کرنے کے اپنے مطالبہ کو منوانے کے لئے اربن ٹرانسپورٹ کی ان بسوں کو اغوا کیا تھا پولیس نے بعض طلباء کو گرفتار کر لیا۔

# کرنسی کی چوری

راولپنڈی۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ کارپوریشن سے متعدد اسلامی ممالک کی کرنسی کی چوری کے انکشاف کے بعد حکومت نے اس واقعہ کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کا حکم دے دیا ہے اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ اس کیس کی تفتیش آئندہ چند روز میں وفاقی تحقیقاتی ادارے کے سپرد کر دی جائے گی باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ قبل الظہبی کی مات ریاستوں سمیت بحرین قطر، کویت وغیرہ نے اپنے اپنے ملک کی کرنسی چھاپنے کے لئے پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کو آرڈر دیا تھا بعد ازاں انکشاف ہوا کہ کروڑوں روپے کی کرنسی غائب ہے۔

تھے چارج دینے کے نئے دونوں ایوانوں کے اجلاس طلب کئے گئے تھے۔ نگران ایڈمنسٹریٹر دونوں ایوانوں میں آکر چارج دینے کے بجائے منتخب میئر اور ڈپٹی میئر کو اپنے دفتر ہی میں طلب کیا اور وہاں انہیں چارج دیا۔ میونسپل کارپوریشن کے کونسلروں کو کمشنر کی طرف سے اجلاس میں آنے کے دعوت نامے جاری کئے گئے تھے جب کونسلروں کو معلوم ہوا کہ کمشنر نے خود یہاں آنے کے بجائے میئر کو طلب کیا ہے تو اپوزیشن کے ۲۹ ارکان ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔ اس طرح کارپوریشن کا منتخب ایوان اپنے افتتاحی اجلاس ہی سے انتشار کا شکار ہو گیا تاہم ضلع کونسل ملتان میں حالات معمول پر رہے۔

# بیوروکریسی کی ناک کا مسئلہ

ملتان۔ حکومت کی جانب سے اگرچہ بلدیاتی اداروں کو وسیع اختیارات دینے کے بلند و بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں مگر بیوروکریسی منتخب نمائندوں کو کتنی اہمیت دیتی ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سرکاری ایڈمنسٹریٹروں نے منتخب بلدیاتی سربراہوں کو ان کے عہدوں کا چارج دینا تھا۔ کمشنر ملتان میونسپل کارپوریشن کے اور ڈپٹی کمشنر ضلع کونسل کے ایڈمنسٹریٹر

# ایف آئی اے کے نئے ڈائریکٹر جنرل

لاہور۔ مسٹر محمد اعظم قاضی نے ایف آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ کا چارج سنبھال لیا ہے۔ وہ کچھ عرصہ پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس بھی رہ چکے ہیں۔

# قائد اعظم پر فلم کی شوٹنگ مکمل ہو گئی

راولپنڈی۔ قائد اعظم پر بنائی جانے والی دستاویزی فلم کی پاکستان میں فلم بندی کا کام مکمل ہو گیا ہے اور اب ٹیم برطانیہ اور امریکہ جائے گی۔ امریکہ میں قائد اعظم کی الوداعی دنیا کا انٹرویو ریکارڈ کیا جائے گا جو فلم کے آخر میں شامل ہوگا۔ ۵۰ منٹ کی اس دستاویزی فلم کو تیار کرنے کے لئے برطانیہ کی ایک فرم سے معاہدہ کیا گیا ہے۔ خیال ہے کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۴ء کو اس فلم کی نمائش کی جائے گی۔

## فرض شناسی

**شاہ بلیغ الدین**

ایک بڑھیا بے چاری بڑی مشکل سے پاکستان آنے والی ٹرین کے ڈبے میں سوار ہو گئی۔ چھوٹی سی گٹھڑی اس کے ساتھ تھی۔ اسے لے کر بمشکل وہ ایک طرف کو تھوڑی سی جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔ یہ ڈبہ تھا چھوٹا سا فرسٹ کلاس کا ڈبہ تھا لیکن اس کے اندر پندرہ بیس آدمی گھسے ہوئے تھے۔ کوئی کھڑا تھا کوئی بیٹھا تھا جو جگہ لوگوں سے بچ گئی تھی اس میں سامان رکھا ہوا تھا۔ اور ڈبے میں تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی تھی۔ حالات کچھ ایسے تھے کہ کوئی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا کہ بھیا تم کس درجے کے مسافر ہو۔ یہ فرسٹ کلاس کا ڈبہ ہے۔ اور چلے ہے دو آدمیوں کے لئے ریزرو ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب پاکستان وجود میں آیا ہی تھا۔ اللہ اور رسولؐ کے نام پر اس سے بڑے کسی بے گھر مسلمانوں کا ٹھکانہ نہ تھا۔ ہندوستان سے مسلمان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جان بچاتے، کسی نہ کسی طرح پاکستان پہنچ رہے تھے۔ پاکستان جو ان کی تمناؤں کا فردوس تھا۔ پاکستان جس کے لئے انہوں نے مال و اسباب چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا زمینیں چھوڑیں، جانیں قربان کیں۔ خاندان کے خاندان پاکستان کی وجہ سے کٹ گئے۔

یہ بے چاری بڑھیا بھی اپنا سب کچھ لٹا کر نہ جانے کس طرح بچتی بچاتی پاکستان کی گاڑی میں سوار ہو گئی تھی۔ اسے اتنا ہوش ہی کہاں تھا کہ یہ تمیز کر سکتی کہ وہ کس درجہ میں آ کر بیٹھ گئی ہے۔ اسے تو بس ایک بات معلوم ہے کہ یہ ملک ہمارا ہے۔ یہ ہماری گاڑی ہے۔ جو دوسرے مسافر تھے۔ ان کا بھی یہی حال تھا۔ ہر ایک کا چہرہ غم و الم کی تصویر تھا۔ کیا کیا کچھ کھویا تھا کہ اس ملک کو پا لیں۔ یہ کون کہتا، کیسے کہتا! کس سے کہتا۔ مسلسل صدمات برداشت کرتے کرتے دلوں میں ناسور پڑ گئے تھے۔ اور زبانیں گنگ ہو گئی تھیں۔

گاڑی کو پاکستان کی سرحد میں داخل ہوئے کچھ بہت زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ایک اسٹیشن پر ٹکٹ چیکر ڈبے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاپی تھی۔ مشتاق احمد خاں صاحب اپنی آپ بیتی "کاروانِ حیات" میں لکھتے ہیں۔ ٹکٹ چیکر کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ مدتوں میں ریلوے کا افسر رہا ہوں۔ دیکھوں یہ چیکر کیا کرتا ہے۔ چیکر نے بڑھیا کو دیکھا تو اس سے ٹکٹ کا مطالبہ کیا۔ وہ اللہ کی بندی کسی قابل ہوتی تو کچھ کہتی۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ پڑے اس کے پاس ٹکٹ نہ تھا۔ کسی درجہ کا بھی ٹکٹ نہ تھا۔ ملک کے حالات بڑھیا کی کیفیت، غم و اندوہ کی فضا ایسی تھی کہ عام معمولات کی پابندی بہت مشکل تھی۔ مشتاق صاحب لکھتے ہیں میں نے بڑی حیرت سے دیکھا کہ اس نے اپنی نوٹ بک نکالی اور بلاٹکٹ سفر کرنے پر بڑھیا کا چالان کر دیا۔ اس نے رسید پھاڑی تو بڑھیا بے اختیار بول اٹھی:

"بیٹا میرے پاس کچھ نہیں۔" تو یہ رسید نہ پھاڑ۔" جواب ملا: "اماں! اگر ہم نے بلاٹکٹ سفر کیا تو پھر ہمارے نئے ملک کا کام کیسے چلے گا۔ تمہارا چالان ہو گا۔ پیسے داخل ہوں گے۔ تمہارے پاس پیسے نہیں مجھے معلوم ہے تم بہت دکھیاری ہو۔ تمہارے لئے میرا دل بھی دکھی ہے تم نہیں دو گی۔ میں اپنی طرف سے دے دوں گا۔"

احساسِ فرض! ملک کی محبت اور بے سہاروں کی خدمت کا یہ ایسا انمول واقعہ تھا کہ دلوں پر نقش ہو گیا۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ فرض شناس اور ملک دوست چیکر کون تھا۔ لیکن کاش ہم میں سے ہر ایک ویسا بن جائے۔

## حضور سرورِ کائنات صلعم کے کردار طرزِ فکر اور روحانیت کی ایک جامع تصویر

### خود سرورِ کائنات صلعم کی زبانِ مبارک سے!

- عرفان میرا سرمایہ ہے۔
- عقل میرے دین کی اصل ہے
- محبت میری بنیاد ہے
- شوق میری سواری ہے۔
- ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے
- اعتماد میرا خزانہ ہے
- حزن میرا رفیق ہے
- علم میرا ہتھیار ہے۔
- صبر میرا لباس ہے
- خدا کی رضا میری غنیمت ہے
- عاجزی میرے لئے وجہِ افتخار ہے۔
- زہد میرا پیشہ ہے۔
- یقین میری طاقت ہے
- صدق میری سفارش ہے
- طاعت میرا بچاؤ ہے
- جہاد میرا کردار ہے۔

مرسلہ: محمد رفیق قریشی

## عدل ہو تو ایسا

ایک روز سندھ کا بادشاہ جام خیر الدین گھوڑے پر سوار ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک جگہ انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی دیکھیں۔ جام خیر الدین نے فوراً گھوڑا روکا اور اتر کر ہڈیوں کو ہاتھ میں لیا پھر اپنے وزیر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"میرے خیال میں یہ بے گناہ انسانوں کی ہڈیاں ہیں جو اس جگہ ناحق قتل ہوئے ہیں، اب یہ ہڈیاں مجھ سے فریاد کر رہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ میں ظالموں کو سزا دوں۔"

وزیر نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں اس جگہ کے آس پاس جتنے گاؤں تھے، ان کے آدمیوں کو طلب کر لیا اور موقع پر تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ جام خیر الدین کا خیال درست ہے۔ کئی برس گزرے۔ اس جگہ ایک قافلے پر قزاقوں نے حملہ کیا تھا اور اہلِ قافلہ میں سے متعدد لوگوں کو قتل کر کے قافلے کو لوٹ لیا تھا۔ اس قافلے سے جو مال لوٹا گیا تھا وہ لوگ کا مال آج بھی قزاقوں کے گھروں میں موجود ہے اور فلاں فلاں وہ قزاق ہیں جنہوں نے قافلہ لوٹ کر قتل و غارت گری کی تھی۔

جام خیر الدین نے اسی وقت ان قزاقوں کی گرفتاری اور خانہ تلاشی کے احکامات جاری کر دیئے۔ قزاق گرفتار کر لیے گئے اور ان کے گھروں سے مقتولین کا مال بھی برآمد ہو گیا۔ پھر جام خیر الدین نے قزاقوں کو سزا دی اور مقتولین کے وارثوں کا کھوج لگا کر لوٹ کا برآمد مال ان کے سپرد کر دیا۔

## چند گھنٹے کے مہمان

ایک صاحب کو ڈاکٹر نے بتایا آپ کی بیوی صرف چند گھنٹے کی مہمان ہیں آپ پریشان تو ضرور ہوں گے لیکن ہمیں افسوس ہے اب ان کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

وہ صاحب بولے کوئی بات نہیں ڈاکٹر صاحب! میں جہاں اتنے دن پریشان رہا ہوں وہاں چند گھنٹے کی پریشانی اور سہی۔

پیغامبر
The Messenger
FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں ہیں

**کہتے** ہیں ایک مرد ملتانی بازار سے بکری خرید کے اپنے گھر جا رہا تھا۔ جب وہ گاؤں کے قریب پہنچا تو ایک شخص نے کہا "میاں یہ نجس کتا تو کدھر لئے جا رہا ہے، چھوڑ اسے"۔ ملتانی نے حیرت سے اسے دیکھا اور کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے تجھے کم نظر آتا ہے، غور سے دیکھ یہ کتا ہے یا بکری؟" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ مگر دل میں شک کا کانٹا اگ آیا تھا گردن پھیر کر بکری کی طرف دیکھا اور جی میں کہا "ہے تو بکری ہی"۔ اسے کندھے پر اٹھا کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ فاصلے پر ایک دوسرا شخص ملا، کہنے لگا "توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے لوگوں میں پاکی، ناپاکی کا خیال بالکل جاتا رہا، کتے کا سا ناپاک جانور سر پر چڑھا رکھا ہے"۔ ملتانی نے رک کر پھر بکری کو دیکھا اور دل میں کہا "ضرور دال میں کالا ہے، ممکن ہے میں نے ہی دھوکا کھایا ہو اور کتے کو بکری سمجھ کر خرید لیا ہو"۔ کچھ ہی دور آگے گیا ہوگا کہ تیسرے شخص نے آواز لگائی "اے بھائی یہ کتا کتنے کو مول لیا؟ اگر زیادہ رقم دے آیا ہے تو گھاٹے میں رہا، یہ کتا اچھی نسل کا نہیں ہے، اسے واپس کر آ"۔ اب تو ملتانی کے دل میں رہا سہا شبہہ جو تھا وہ بھی جاتا رہا، بکری کو پٹخا اور خود ندی میں کود گیا تاکہ پاک صاف ہو کر گھر جا سکے۔ ادھر تینوں ٹھگ بکری کو لیکر چلتے بنے۔

**آج** کسی ملتانی کو نہیں بلکہ تمام اہل پاکستان کو مایوسی اور بے یقینی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ انسان بے یقینی سے جلد مرجاتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو دانستہ یا غیر دانستہ قوم کی شکست و ریخت کے درپے ہیں؟ ایک تو ہماری قوم کے مزاج ہی میں یاسیت کا عنصر مختلف تہذیبی اور نفسیاتی وجوہ سے غالب آگیا ہے پھر کچھ عناصر، ایک منصوبے کے تحت پژمردگی سے پیامبر بنے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنی ذات کے اجزاء کی طرح خام کی بدولت پاکستان بکھرتا نظر آتا ہے۔

**پاکستان** بکھرنے کیلئے نہیں بنا، البتہ ہم خود ہی بکھر جائیں گے۔ منافقین کے گروہ سے نکلئے اور اس قوت میں اضافہ کیجئے جو پورے خلوص اور ساری توانائیوں کے ساتھ پاکستان کے دفاع اور اسلام کی سربلندی کیلئے سردھڑ کی بازی لگانے کیلئے تیار ہیں۔

## شادی سے پہلے آنکھیں کھلی اور شادی کے بعد نصف بند کی جاسکتی ہیں

ساجدہ احمد

شادی ایسا "رومان" ہے جس میں ہیرو پہلے ہی باب میں مر جاتا ہے۔

(اوڈورڈ)

لوگوں نے ایک بوڑھے سے پوچھا:
"تم شادی کیوں نہیں کرتے؟"
اس نے جواب دیا:
مجھے بوڑھی عورت پسند نہیں ہے
لوگوں نے کہا:
"تمہارے پاس تو مال و دولت ہے" تم جوان عورت سے شادی کر سکتے ہو"
بوڑھا بولا:
"جب میں بوڑھا ہو کر بوڑھی عورت کو پسند نہیں کرتا تو میں کس طرح توقع کر سکتا ہوں کہ جوان عورت مجھے پسند کرے گی!"

(شیخ سعدیؒ)

مرد شادی سے پہلے "جون" اور شادی کے بعد "دسمبر" ہو جاتا ہے۔ عورت شادی سے پہلے "دسمبر" اور بعد میں "جون" بن جاتی ہے!

(شیکسپئر)

شادی ایک قسم کی لاٹری ہے جس میں نمبروں کو منتخب کرنا ٹھیک نہیں۔ بالعموم وہی نمبر بہترین ثابت ہوتے ہیں جنہیں یوں ہی پسند کر لیا جاتا ہے۔

(سوپاساں)

شادی شدہ عورت کے انہماک کے مانند کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہ ایسا انہماک ہے جس سے کوئی شادی شدہ مرد واقف نہیں ہوتا۔

(آسکر وائلڈ)

ایک ہی شخص سے زندگی بھر نباہنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے

(ڈسرائیلی)

کسی عقل مند آدمی سے پوچھا گیا "شادی کب کرنی چاہیئے؟" اس نے جواب دیا نوجوان آدمی کو ابھی نہیں۔ بوڑھے کو کبھی نہیں!"

(آسٹن)

ہم محبت میں خواب دیکھتے ہیں اور شادی میں جاگتے ہیں۔

(پوپ)

بعض حسینائیں دعا کرتی ہیں کہ ان کی شادی ان مردوں سے ہو جائے جن سے انہیں محبت ہے میری دعا ذرا مختلف ہے۔ خدا سے میں دعا کرتی ہوں کہ جس سے میری شادی ہو، اس سے مجھے محبت ہو جائے

(روز پاسٹر)

شادی شدہ مرد کنواروں پر اور کنوارے شادی شدہ مردوں پر ہنستے ہیں۔ عورت دونوں پر ہنستی ہے!!

(ایرک)

اکثر کامیاب لوگوں کو شادی میں کامیابی حاصل نہیں ہوتی!

(پال گیٹی)

عورتو! شادی سے پہلے اپنی آنکھوں کو کھلا رکھو۔ شادی کے بعد تم انہیں نصف بند کر سکتی ہو!

(فلر)

شادی زندگی کا ایسا اہم ترین مسئلہ ہے جس میں تمہیں اپنی پوری دماغی صلاحیتوں کو بروئے عمل لانا چاہیئے۔

(ایلسن)

میں دنیا کے ہر مرد سے یہی کہوں گا کہ اس وقت تک شادی نہ کرے جب تک کہ تم بیوی کو پالنے کے قابل نہ ہو جاؤ۔

(والٹن)

# سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

مریض کا کمرہ ہے بستر پر نیم مرگ بیوی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہے ۳۰ سال کی رفاقت و ہمدردی کے بعد وفادار رفیق زندگی اللہ کے حکم سے ساتھ چھوڑ رہی ہے جانے والا شوہر غریب یاس حزن کی تصویر بنا بیٹھا ہوا ہے اور ساری تدبیریں ختم کر چکنے کے بعد اب کوئی ضعیف سہارا بھی نہیں پاتا جس سے دل کو تسکین دے سکے ڈاکٹر اس آخری لمحہ رخصت ہوتے ہیں اور اٹھتے اٹھتے بجائے کسی انجکشن وغیرہ کا جھوٹا سہارا دینے کے یہ کہتے ہیں تو صرف یہ کہ

آپ پھر بھی تو ملیں گے!

شوہر کا بیان ہے کہ اس ذرا سے فقرہ نے جادو کا اثر دکھایا اور دل جو بالکل بے سہارا ہو رہا تھا اس کی ڈھارس بندھ گئی جنت میں ملاقات دائمی غیر منقطع ملاقات کا استحضار ہو گیا اور مسلم عارضی بے ہوشی کے بعد اب پھر ہوش میں تھا ــــ قصہ فرضی نہیں حال ہی میں ایک ہفتہ وار میں شوہر کے قلم سے یہ آپ بیتی نکلی ہے۔

بات کتنی کام کی اور چھوٹے بڑے بوڑھے جوان مرد و عورت ہر ایک کے یاد رکھنے کی ہے عزیز قریب کی موت کا جو اتنا صدمہ اپنے خیال میں ناقابل برداشت ہوتا ہے تو آخر اس کی تہ میں ہے کیا چیز بس یہی خیال کہ جدائی دائمی ہے اور اب کبھی ملنا دیکھنا ممکن نہیں ــ لیکن اگر کسی پر ضرب لگ جائے یہی خیال باطل ثابت ہو جائے اور دل میں یہ اتر جائے کہ یہ جدائی بھی ویسی ہی عارضی اور وقتی ہے جیسی ہر دو آگے پیچھے سفر کرنے والوں کے درمیان ہوتی ہی ہے تو صدمہ کتنا گھٹ جائے رنج کس طرح ایک نارمل سطح پر آجائے۔ آخرت کا عقیدہ بھی کتنا زبردست سہارا بے بس و بیکس انسان کے لیے ہے اور جو اس سے محروم ہے وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہے۔

**قاموس علمی کا تازہ جہل۔** انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا شمار مستند ترین علمی قاموسوں میں ہوتا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے جدید ایڈیشن میں مصری اخبار الاہرام کی روایت کے مطابق قرآن سے متعلق مقالہ میں گیارہ انتہائی فاش غلطیاں جو مضمون نگار کے علم کے بجائے اس کے جہل کی شہادت دیتی ہیں موجود ہیں، مصر کے ایک ماہر قرآنیات نے ان کی نشان دہی کی ہے اور اس سے متاثر ہو کر مصر کی امور اسلامیات کی سب سے اعلیٰ کونسل نے انسائیکلو پیڈیا کے پبلشر کو توجہ دلائی ہے کہ جلد از جلد ان اغلاط کی اصلاح و تصحیح کی جائے۔ ان غلطیوں یا کھلی ہوئی اور تعصب سے کھلی ہوئی جہالتوں کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے (مضمون نگار نے ہجرت کے مقدس لفظ کے بجائے بھاگنے کا عامیانہ لفظ استعمال کیا ہے) مکہ گئے تھے (۲) آپ نے کئی شادیاں اولاد کی تمنا میں کی تھیں (۳) اپنے خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونے کا (غلط) دعویٰ کیا (۴) مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتے ہیں۔

دعوت نامہ

بچپن کے زمانہ میں گھر سے غائب رہنے کی عادت پڑ گئی اور اکثر رات کا کھانا بھی باہر دوستوں کے ساتھ ہی کھاتے تھے۔ نتیجۃً رات جلد سو جاتے تھے اور صبح اسکول جاتے وقت ہی ملاقات ہو جاتی تھی۔

ــــ ایک دن انہیں والد کا ایک خط ملا۔ لکھا تھا: آج غریب خانے پر تشریف لا کر احسان فرمائیے آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث فخر ہوگی۔

بچے کے والد اور بیوی کے دستخط تھے ــــ

# کرنیں

نسرین ــــ

میں سوچتی ہوں کہ آخر کو وجہ اسی قدر بہت ذہین کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔ کسی کو دیکھے اپر کے بغیر اس کو کردار کشی کرتے ہوئے اور بازاری فقرے اچھالتے ہوئے ان کی زبانوں پر چھالے کیوں نہیں پڑ جاتے؟ ... تخریب ہی تخریب۔ ہر کوئی توڑ پھوڑ پر ہی یقین کیوں رکھتا ہے؟ کوئی قانون توڑتا ہے تو کوئی ایمان کی قسمیں کھا کے توڑ رہا ہے۔ کوئی رشتوں کے پاکیزہ بندھن توڑتا ہے تو کوئی زندہ لاشوں پر بندھے دستار کے ٹکڑوں کو بھی تار تار کر رہا ہے کوئی ماں کے مان توڑ رہا ہے تو کوئی بہن کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیا!۔ دنیا کس طرف جا رہی ہے؟ جدھر نظر اٹھتی ہے نفرتوں کی بستیاں ہی آباد ہیں۔ دائیں نفرت، بائیں نفرت، بلکہ پورا معاشرہ ہی نفرت۔ ان نفرتوں کی آگ میں گلی سڑی لاشوں میں سے اٹھتی باسی بوسیدگی دماغوں کو بھی چاٹ رہی ہے۔ دردوں کی تکلیف دہ یادیں اور بھٹی تصویریں ہیں۔ اس مادیت پرستی میں زرق برق لباس اور لباس سے اٹھتی ہوئی پرفیوم کی پھوار تو ہر کوئی محسوس کرتا ہے لیکن لباس کے اندر چھپے زخمی اور گھائل جسم پر گردش زمانہ کی جمی گرد کی تہہ زمانہ سے خائف کانپتی روح میں جھانک کر تو کوئی نہیں دیکھتا۔ ہر کوئی دکھی ہے۔ اپنے دکھ کم کرنا تو اختیار میں نہیں ہوتا لیکن کسی کے دکھوں کو خوشیوں کے لالہ زار میں بدل دینا تو ممکن ہے۔ اور یہی معراج حیات اور عظمت انسانیت ہے

نسیم کوثر ــــ

زندگی ایک ایسا راستہ ہے جس پر ہزاروں ساتھی ملتے ہیں اور بچھڑتے ہیں۔ لیکن اپنی یادوں کے نقش ذہن کے پردوں پہ چھوڑ جاتے ہیں۔ زندگی کے ایک موڑ پر ہم دونوں ایک عجیب طریقے سے ملے اور اب جدائی کی گھڑیاں آ پہنچیں ہمیں وقت ایک دوسرے سے جدا کر رہا ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں جس سے میں اپنے جذبات کا اظہار کر سکوں خلوص محبت کے یہ الفاظ تمہاری نذر کر رہی ہوں۔ حسین زندگی کی راہوں سے گزرتے ہوئے اور اپنے ماضی پر نظر ڈالتے ہوئے مجھے ضرور یاد کر لینا۔ خلوص، قربانی، ایثار کو اپنا شعار بنالو تاکہ تم دنیا میں کامیابی اور کامرانی سے حاصل کر سکو۔

یاسمین فراز ــــ

بیتے ہوئے لمحے کتنے خوب صورت ہوتے ہیں۔ ان کی یاد ہر وقت دل کو بےچین رکھتی ہے۔ پرانی باتیں، پرانی یادیں، خوبصورت بہاریں، برکھا رتیں، خزاں اور پھر پت جھڑ کا موسم وقت گزرتا رہتا ہے لیکن ان کی کسک انسان کے دل میں تیر بن کر چبھتی رہتی ہے خوشیاں چہرے پر مسکراہٹ لاتی ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ غم خوشیوں کو چھین کر اپنے دامن میں سمیٹ لیتے ہیں۔

CONVERT-TO-RENT

اسٹور کے اوپر جو جگہ تھی اس
کا صرف ایک حصہ استعمال میں
تھا۔ بقیہ حصہ بیکار تھا لیکن جلد
ہی اسٹور کے مالک اس بیکار
غیر استعمال شدہ حصہ کو اپارٹمنٹ
کی شکل دے دینگے۔ اس
طرح وہ اس غیر استعمال شدہ
حصہ کو کرایہ پر دے دینگے۔ ان
کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور
صوبے میں کرایہ کے مکانوں میں اضافہ
کا باعث

اونٹاریو کی حکومت ہر اس
غیر استعمال شدہ حصہ کی مرمت
اس قابل بنانے کیلئے تاکہ
اسے کرایہ پر دیا جا سکے
مبلغ ۷۰۰۰ ڈالر کا قرضہ
بلا سود، ۱۵ سال کی مدت
کیلئے فراہم کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ
میں مزید معلومات کیلئے مسز
ٹونی فارلے کو 585-6391 (416)
پر فون کیجئے۔

پریس ڈائجسٹ

پاکستانی اخبارات و جرائد کے اداریوں سے اقتباسات

# یہ شوریٰ ایک مذاق ہے

## روزنامہ جسارت کا ایک اداریہ

مجلس شوریٰ کے ایک رکن کی قرارداد استحقاق مسترد ہونے پر شوریٰ کے چار ارکان واک آؤٹ کر گئے۔ تحریک استحقاق میں کہا گیا تھا کہ سابقہ حکومت کی بدعنوانیوں میں ملوث افسروں کے بارے میں جن کا ذکر موجودہ حکومت کے قرطاس ابیض میں موجود ہے ارکان شوریٰ کو معلومات مہیا نہیں کی جا رہی ہیں۔

رکن شوریٰ جناب حمزہ کا سوال ان سرکاری افسروں کے متعلق تھا جن کے نام بدعنوانیوں کے مرتکب ہونے کے سلسلے میں حکومت کے جاری کردہ قرطاس ابیض میں شائع ہوئے تھے لیکن وہ افسران نہ صرف ملازمتوں پر بحال ہیں بلکہ انہیں ترقی بھی دی گئی ہے۔ جناب حمزہ کا کہنا تھا کہ متعلقہ وزیر نے ۱۱ نومبر کو ان کے سوال کا جواب نہیں دیا جبکہ یہ سوال پہلے بھی پوچھا گیا تھا اور اس وقت بھی جواب نہیں ملا تھا۔

یہ تحریک استحقاق اس رولنگ کے ساتھ مسترد کر دی گئی کہ ایوان میں کسی وزیر کو ہر سوال کا جواب دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ قانونی سطح پر یہ رولنگ کتنی ہی درست کیوں نہ ہو اخلاقی اور سیاسی سطح پر اس گریز پائی سے نہ حکومت کو فائدہ ہو سکتا ہے اور نہ شوریٰ کا وقار بحال رہ سکتا ہے بیاسی اخلاقی طور پر اس صورت حال سے اس نتیجے کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکے گا کہ حکومت نے پچھلے دور کے بدعنوان افسروں کے سامنے گھٹنے ٹیک رکھے ہیں۔ اور خود ان کے حواسوں پر مسلط ہونے کے بجائے انہیں اپنے حواسوں پر مسلط کر بیٹھی ہے۔ ان کے سارے مشیر وگنا ہو رہے اضافی

برسر کرسی کے رجحانات کی بلندی اور اقبال و سرفرازی کے لئے ہر ممکن اہتمام ہو رہا ہے اور مجلس شوریٰ میں اس صورت حال کے اعتراف سے بچنے کے لئے قانونی جھتوں کی آڑ لی جاتی ہے۔ چنانچہ اس صورت حال میں شوریٰ کے چیئرمین کی رولنگ کے مطابق کسی وزیر کے جواب نہ دینے سے رکن شوریٰ کا استحقاق مجروح نہ بھی ہوتا تو بھی اس پس منظر کے ساتھ پوری مجلس شوریٰ کی ساکھ پر ضرور ضرب پڑتی ہے کہ یہ پس شوریٰ بدعنوانوں کو ترقی دینے والے وزراء کے احتساب اور ان سے جواب طلبی کے معاملے میں کتنی بے بس اور بے حیثیت ہے۔ ایک تو پوری شوریٰ نامزد اور اس پر اتنی بے بسی اور حکومت کے اعتماد سے اتنی عاری کہ وزراء کی مرضی کے سامنے بالکل بے اختیار۔ ایسی شوریٰ مذاق نہیں اور کیا ہے۔

اور پھر اس پہلو پر بھی غور کیجئے کہ احتساب اور جواب طلبی کے معاملے میں ایسے ادارے کو مجلس شوریٰ کا نام دے کر اس خلافت اسلامیہ کی شوریٰ کا کیسا تمسخر اڑایا گیا ہے کہ جس میں ایک عام فرد خلیفہ سے مال غنیمت میں ملنے والی اس کی چادروں کا حساب برسر عام مانگ سکتا تھا مگر یہ شوریٰ وہ ہے کہ جہاں وزیروں کو ذاتی نہیں امور مملکت کے سلسلے میں جواب دہی کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جو خوب فرمایا گیا ہے کہ منتخب اداروں میں بھی یہی روایت ہے کہ وزراء کو سوال کا جواب دینے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ اس موقع پر سیکولر مغربی منتخب اداروں کی روایت تو یاد رہ گئی لیکن مجلس شوریٰ کا جبیر لیبل جوڑ کر خلافت اسلامیہ کی روایت یاد نہ رہی جس کا ہم حوالہ دے چکے ہیں۔

# اب صورتحال واضح ہونی چاہیئے...!

ہفت روزہ مسلمان کا اداریہ

کچھ عرصہ قبل صدر جنرل ضیاء الحق نے ملک کی سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں سے ملک کے سیاسی بحران کے حل کے سلسلے میں مذاکرات کا جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ ابھی تک جاری ہے۔

ان مذاکرات کے سلسلہ میں صدر کا ایک اہم بیان بھی سامنے آچکا ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ انتخابی شیڈول پر سیاست دانوں سے مذاکرات کے دوران اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ صدر صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترامیم کرنے پر اتفاق رائے موجود ہے لیکن اس پر اتفاق نہیں کہ یہ ترامیم کون اور کب کرے۔

پاکستان کے مستقبل کے سیاسی نظام سے متعلق صدر ضیاء الحق کے دو اہم انٹرویو بھی سامنے آچکے ہیں۔ یہ انٹرویو انہوں نے دو غیر ملکی اخبار نویسوں کو دیئے تھے۔

صدر کا ایک انٹرویو ہفت روزہ جریدہ فار ایسٹرن اکنامک ریویو میں شائع ہوا تھا اس انٹرویو میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صدر پاکستان نے کہا تھا کہ ابھی تک اس بات کا تعین نہیں ہو سکا کہ آیا انتخابات جماعتی یا غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ اگر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوئے تو پھر وہی جماعتیں انتخابات میں حصہ لے سکیں گی جنہوں نے قانون کے تحت ۱۹۷۹ء میں رجسٹریشن کرائی تھی۔ ابھی اس انٹرویو کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی تھی کہ صدر کا ایک انٹرویو بھارتی روزنامہ "انڈین ایکسپریس" میں شائع ہوا۔ اس انٹرویو میں جو پاکستان کے تمام اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا ہے، صدر نے ایک سوال کے جواب میں بھارتی اخبار نویس کو بتایا کہ جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوئے تو العدم پیپلز پارٹی بھی انتخابات میں حصہ لے سکے گی۔

صدر کے ان دو بیانات سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہی ہے کہ خود صدر مملکت کے ذہن میں ابھی تک ملک کے مستقبل کے بارے میں کوئی واضح تصویر موجود نہیں۔ کم از کم بیرون ملک شائع ہونے والے ان دو انٹرویوز کے حوالے سے تو یہی کہا جا سکتا ہے۔

اس وقت پاکستان کی اندرونی سیاسی صورتحال اگرچہ کوئی زیادہ تشویشناک نہیں لیکن ایسی بھی نہیں کہ اسے اطمینان بخش قرار دیا جا سکے۔ پھر پاکستان کے بعض ہمسایہ ممالک پاکستان کے بارے میں اپنے منفی عزائم کا ایک مرتبہ پھر اظہار کر چکے ہیں۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ مذکورہ ہمسایہ ممالک موقع کی تاک میں ہیں کہ کب پاکستان غیر مستحکم ہو اور وہ اپنے عزائم کی تکمیل کر سکیں۔

ان حقائق کے پیش نظر محب وطن حلقے یہ محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان کی اندرونی سیاسی صورتحال کو مستحکم بنانے کے لئے اب کوئی نہ کوئی ٹھوس اور واضح پروگرام سامنے آنا چاہیئے۔ موجودہ حکومت نے انتخابی شیڈول کا اعلان کر دیا ہے اور مارچ ۱۹۸۵ء تک انتقال اقتدار کے پروگرام کا بھی اعلان کر دیا ہے۔

# یہ محض ایک شخص کا معاملہ نہیں

## روزنامہ جسارت کا ایک اور اداریہ نوٹ

ایک اطلاع کے مطابق ہالینڈ کی ایک عدالت نے پاکستان کے ایک ممتاز سائنسدان ڈاکٹر قادر کو ایٹمی راز چرانے کے الزام میں ۴ سال قید کی سزا دی ہے۔

ڈاکٹر قادر پاکستان کے ایک ممتاز اہل علم اور باوقار شخصیت ہیں ان کے خلاف ایک غیر ملکی عدالت کا فیصلہ محض ایک پاکستانی شہری کے انفرادی وقار کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پورے ملک کے وقار کا مسئلہ بھی ہے بلکہ یہ مسئلہ اس سے آگے کا بھی ہے کہ اب اس واقعہ کو بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف ایٹمی طاقت بننے کے جنون کے الزام کو ثابت کرنے کے لئے بطور پروپیگنڈہ استعمال کیا جائے گا اور بھارت اسے اپنے مذموم اور منفی پروپیگنڈے کی بنیاد بنائے گا۔

ہالینڈ کی کسی عدالت میں اگر ایسا مقدمہ زیر سماعت تھا تو اسے محض ڈاکٹر قادر کا شخصی مسئلہ سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے تھا بلکہ حکومت پاکستان کو ان کے دفاع کیلئے یہ قانونی جنگ سرکاری اہتمام سے لڑنی چاہیئے تھی۔ ہم اس حقیقت سے باخبر نہیں ہیں کہ اس معاملے میں حکومت پاکستان کا کردار کیا رہا ہے۔ خود حکومت نے بھی سرکاری یا غیر سرکاری سطح پر اس معاملہ سے اہل وطن کو باخبر رکھنے کیلئے کچھ نہیں کیا۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہالینڈ کے نظام عدلیہ میں اگر ایسا کوئی نظام ہو کہ عدالت کے اس فیصلے کے خلاف کسی اعلیٰ عدالت میں اپیل اور مقدمہ کی مزید پیروی کی کوئی گنجائش ہے تو قومی سطح پر ڈاکٹر قادر کی برأت کے لئے مزید عدالتی اور قانونی جدوجہد کا اہتمام ضرور کیا جانا چاہیئے۔

# "اندرا گاندھی ڈاکٹرائن" اور پاکستان کی خارجہ پالیسی

## ہفت روزہ "حرمت" کے خدشات

بھارت نے "اندرا گاندھی ڈاکٹرائن" کے تحت اپنے ہمسایہ ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور اس علاقے میں اپنی بالادستی قائم کرنے کی جو مکروہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے آج کل اس کا زیادہ سایہ پاکستان پر ہی پڑ رہا ہے۔ بے شک بھارتی وزیر اعظم نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ کے اندرونی حالات پر تشویش کا اظہار کرتی رہتی ہے اور ان ممالک میں بھارت کی تجربہ کار اور بے پناہ وسائل و اختیارات کی مالک انٹیلی جنس ایجنسی "را" اسی طرح وہ تمام حربے استعمال کرتی رہتی ہے جس طرح کہ بدنام زمانہ سی آئی اے اور کے جی بی کرتی ہیں۔ لیکن پچھلے چند ماہ سے بھارتی وزیر اعظم، ان کی سیاسی جماعت کانگریس اور بھارت کے سرکاری ذرائع ابلاغ نے اپنی زیادہ تر توجہ پاکستان پر ہی مرکوز کر رکھی ہے۔

یوں تو جب ایم آر ڈی نے "بحالی جمہوریت" کا اعلان کیا تھا تو بھارتی وزیر اعظم کے تیور بدلنا شروع ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے تقریباً ہر روز ایک آدھ بیان پاکستان کے خلاف داغنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن ان کی تشویش اور بے چینی اس وقت مزید بڑھ گئی جب سندھ کے ایک محدود علاقے میں کچھ لوگوں نے توڑ پھوڑ اور تخریب کاری کے واقعات شروع کر دیئے۔ ان افسوسناک اور قابل مذمت واقعات کے بعد شریمتی اندرا گاندھی نے پاکستان کے اندرونی معاملات میں کھل کر مداخلت شروع کر دی اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ۱۰ اور ۱۱ اکتوبر کو نئی دہلی میں ہونے والی نام نہاد سندھی کانفرنس جس کا افتتاح بھارت کے وزیر اعظم نے کیا اور صدر ذیل سنگھ نے اس سے خطاب کیا۔ کانفرنس کے منتظم رجو کرما کرس آئی اور بھارتی پارلیمنٹ کا رکن ہے اس نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ "وقت آگیا ہے کہ پاکستانی سندھ بھارت کا حصہ بن جائے۔ تاکہ پاکستان اور بھارت کے سندھی اکٹھے مل جل کر اپنی فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکیں۔"

اس پس منظر میں جب کہ بقول بھارتی وزیر اعظم کے "بھارت کے پڑوس میں سلامتی کا ماحول خطرے میں ہے" صاف ظاہر ہے کہ مستقبل میں بھارتی وزیر اعظم پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا دائرہ مزید وسیع کریں گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھارت کے بڑھتے ہوئے اندرونی مسائل سے بھارتی عوام کی توجہ ہٹانے، اپنے آپ کو زبردست ثابت کرنے اور آئندہ انتخابات جیتنے کے لئے پاکستان کے خلاف جارحیت کا بھی ارتکاب کر بیٹھیں۔

# بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے ہفت روزہ "چٹان" کے مشورے

اس روایت یا شکایت کا تذکرہ ضروری ہے کہ بلدیاتی اداروں کا ناظم کسی نہ کسی طور پر بیورو کریسی کے ساتھ بھی بہرحال ہوتا ہے اور سنا گیا ہے کہ بلدیاتی نمائندوں اور سرکاری افسروں کے مابین نظری اور فکری اختلافات کی وجہ سے بعض بڑے بڑے تعمیری اور اصلاحی منصوبے تشنگی و ناکامی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ان حقائق کی بنا پر ہم سرکاری افسران کی خدمت میں بھی یہ تجویز بہ صد گذارش کریں گے کہ وہ کسی بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنائے بغیر بلدیاتی نمائندوں کے ساتھ بہترین تعاون کا مظاہرہ کریں۔ کیونکہ ان کے پیش نظر ہر لحظہ ملک اور ملت ہی کے وسیع تر مفادات ہونے چاہئیں۔ سرکاری اہل کار ہوں یا بلدیاتی نمائندے تمام لوگوں کو ملک اور قوم ہی کے جذبہ خدمت سے سرشار ہو کر اور اخلاص نیت کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔ موجودہ انتخابات میں کئی نئے کونسلر بھی بلدیاتی اداروں میں سامنے آئے ہیں اور چونکہ حالیہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے ہیں۔ اس لئے بڑے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ عوام نے اپنے ووٹ کا بالکل درست استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اہل لوگوں کو بلدیاتی نظام میں سرفراز کیا ہے۔ لہٰذا اب ان نمائندوں کا بھی یہ فرض منصبی ٹھہرتا ہے کہ وہ جن لوگوں کے ووٹ سے گراں مسندوں پر رونق افروز ہوئے ہیں وہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور ان کی خدمات بجا لانے میں کسی قسم کی کوتاہی کا شکار نہ ہوں۔

# خان عبدالغفار خان کی نظربندی

## روزنامہ "حیدر" کے ایک اداریئے سے اقتباس

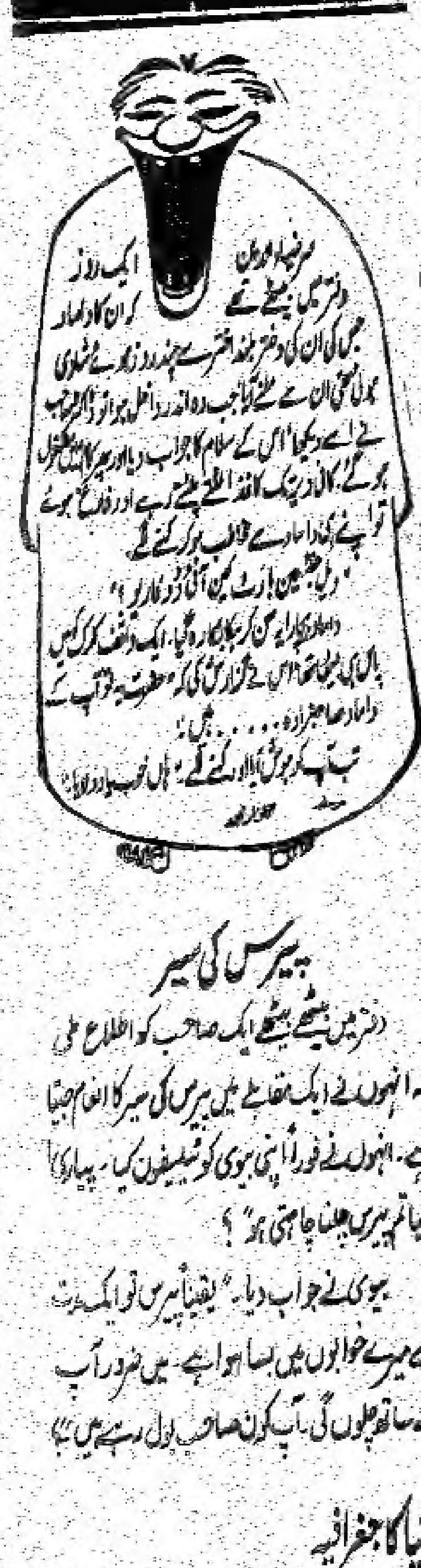
صوبہ سرحد کے بزرگ سیاست دان و خدائی خدمتگار تحریک کے بانی خان عبدالغفار خان کے بارے میں خبر آئی ہے کہ ان کی نظر بندی کی میعاد میں غیر معینہ مدت کے لئے توسیع کر دی گئی ہے۔

ہمارے اندازے کے مطابق خان عبدالغفار خان کی عمر اس وقت نوے برس کے لگ بھگ ہے۔ وہ ایک مدت سے علیل ہیں اور ان دنوں بھی ان کا علاج کا سلسلہ جاری ہے۔

خان صاحب موصوف کا شمار برصغیر ہند کے ان گنے چنے لیڈروں میں ہوتا ہے جو برطانوی سامراج کے خلاف لڑی جانے والی جنگ آزادی میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور ہند کی آزادی کی خاطر اپنی زندگی کا بہترین حصہ جیلوں میں کاٹا۔ ان ہی جیسے جیالے بزرگوں کی مسلسل قربانیوں نے انگریز بہادر کو برصغیر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور اسی عمل میں پاکستان کا قیام بھی ممکن ہوا۔ لہٰذا ہماری نگاہوں میں آل انڈیا مسلم لیگ کے محترم لیڈروں کے وہ تمام لوگ بھی ہمارے ہدیہ تشکر کے مستحق ہیں جنہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ جذبہ تشکر و احسان مندی کا تقاضا ہے کہ برصغیر کی آزادی کی جنگ لڑنے والے اور تحریک پاکستان چلانے والے بزرگوں میں سے جو چند ایک ابھی تک بقید حیات ہیں انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا جائے۔ اور ان کی زندگی کے باقی سفر کو ممکنہ حد تک آرام دہ و پرسکون بنایا جائے۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خان عبدالغفار خان جیسے بزرگ بھی ان دنوں نظربندی کی اذیت میں مبتلا ہیں اور انہیں اپنی مرضی کے علاج معالجے کی سہولت بھی میسر نہیں تو ہمارا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔

ضرورت میں انسان جو وعدہ کرتا ہے وہ بہت کم پورا کرتا ہے

## "نمک پارے"



### پیرس کی سیر

دفتر میں بیٹھے بیٹھے ایک صاحب کو اطلاع ملی کہ انہوں نے ایک مقابلے میں پیرس کی سیر کا انعام جیتا ہے۔ انہوں نے فوراً اپنی بیوی کو ٹیلیفون کیا۔ "پیاری کیا تم پیرس چلنا چاہتی ہو"؟

بیوی نے جواب دیا۔ "یقیناً پیرس تو ایک مدت سے میرے خوابوں میں بسا ہوا ہے۔ میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟"

### دنیا کا جغرافیہ

ایک بیوی نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ شادی سے پہلے تم کہا کرتے تھے کہ "پیاری میری دنیا تم ہو"

شوہر نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اس وقت میں نے جغرافیہ نہیں پڑھا تھا۔ اب تو میں کئی دنیا دریافت کر چکا ہوں۔

### تمباکو نوشی اور چوہے

کسی مضمون نگار نے لکھا تھا کہ سگریٹوں میں پائے جانے والے ٹار اور نکوٹین کی بدولت چوہے کینسر جیسے موذی مرض کا شکار ہو گئے۔

ایک آرٹسٹ نے مضمون پڑھا اور اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسی وقت اپنے سارے سگریٹ اٹھا لئے اور ایسی جگہ چھپا کر رکھ دیے جہاں چوہے نہ پہنچ سکیں۔

### سب سے اونچا

ایک آرٹسٹ نے جس کا قد چار فٹ چھ انچ تھا ایک سرکس میں بونے کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے درخواست دی اور دعویٰ کیا کہ وہ دنیا کا سب سے طویل قامت بونا ہے۔

### ابا کا خیال

لڑکی نے کہا۔ "دیکھو میرے ابا کو پتہ نہ چلنے پائے کہ تم مجھ سے اظہار عشق کرتے ہو!"

لڑکے نے کہا۔ "مگر میں تو تم سے اظہار عشق نہیں کر رہا ہوں۔"

"احتیاطاً بتا دیا ہے۔" لڑکی نے کہا۔ "تاکہ اگر تم اظہار عشق کرو تو ابا کا خیال رکھ کر کرو۔"

# خوننابہ جھوڑے

## مسلمان پچھلے چھتیس سال سے شہادت اور ہجرت کے امین ہیں

تحریر: محمد خان نقشبندی

> جموں کا شاید ہی کوئی گھرانا ایسا ہو
> جس کا کوئی نہ کوئی فرد
> سانحہ جموں میں شہید نہ ہوا ہو

میں ضلع ریاسی کی تحصیل ماجوری کو چھوڑ کر باقی تحصیلوں میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ یہی علاقے تو ڈوگرہ آبادی کا گھر اور مہاراجہ ہری سنگھ کی جنم بھومی ہے۔

اس وقت بھارت اور پاکستان میں فسادات کا ... سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مشرقی پنجاب اور مشرقی پنجاب کے اندر واقع ریاستوں میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہو چکا تھا اور وہاں سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو پاکستان کی طرف دھکیلا جا رہا تھا۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تقسیم ہند کے اصولوں میں آبادی کا تبادلہ شامل نہیں تھا۔ تقسیم شدہ بھارتی علاقے کے مسلمانوں کو بھارت میں رہنا تھا اور پاکستانی علاقے کے غیر مسلموں کو پاکستان میں رہنا تھا لیکن اس وقت کے بعض انتہا پسند بھارتی حکمرانوں کی سوچ یہ تھی کہ پاکستان کے لئے ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ وہ گھٹنے ٹیک دے اور ہندوستان اکھنڈ بھارت بن جائے۔

اس وقت نہروں کا پانی بند کرنا، بجلی اور ریلوے کے ... کی ترسیل کو ختم کرنا، مہاجرین کو پاکستان کی طرف دھکیلنا اور پھر کشمیر پر فوج کشی کرنا اسی منصوبے کی مختلف کڑیاں تھیں۔

### مسلم اکثریت کو ختم کرنے کا منصوبہ

اسی منصوبے کے تحت ریاست جموں و کشمیر کی مسلم اکثریت کو ختم کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ ... مسلم آبادی کو ختم کر کے یا پاکستان کی طرف دھکیل دینے سے اس ریاست کی ہیئت بدل جائے گی اور یہ ہمیشہ کے لئے غیر مسلم اکثریت کی ریاست بن جائے گی چنانچہ اس کی ابتداء صوبہ جموں سے کی گئی۔ ... نومبر کو انسانی تاریخ کا ایک بڑا فریب دیکھنے میں آیا۔ پولیس گارڈ ... نہتے مسلمانوں کو ٹرکوں میں بٹھایا، بوڑھے اور

## پاکستان بھیجنے کی بجائے ہزاروں نہتے مسلمانوں کو مشین گنوں سے بھون دیا گیا

... بچے بھی شامل تھے ... ٹرکوں میں اس بہانے لادا گیا کہ انہیں پاکستان بھیجا جائے گا لیکن راستے میں انہیں ... مشین گنوں سے بھون ڈالا گیا۔ کوئی بھی اس خون ناحق کا جواب نہیں دے سکا۔

ہم اپنے ان شہیدوں پر ہمیشہ سلام بھیجتے رہیں گے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

جموں کے المیہ کا نتیجہ ... یعنی ضلع جموں، ضلع کٹھوعہ، ضلع ادھم پور اور ضلع ریاسی میں شاید ہی کوئی مسلمان باقی بچا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو بیدردی سے قتل کیا گیا اور باقی بچے کھچے ... مسلمانوں کو پاکستان دھکیل دیا گیا۔

[illegible]

# غزل

بات دل کی بھی ٹال کر دیکھو — خاک ہر شے پہ ڈال کر دیکھو
میری حالت سنبھل ہی جائے گی — اپنی حالت سنبھال کر دیکھو
غم جو دل میں چھپائے بیٹھے ہو — اک ذرا سا اچھال کر دیکھو
اب جو آ ہی گئے کنارے تک — بیڑ دریا میں ڈال کر دیکھو
لذت غم جہاں میں کیا شے ہے — کوئی غم بھی تو پال کر دیکھو

شاہ تم سے جو بات کرتا ہے
دل بھی اس کا نکال کر دیکھو

Publisher & Editor
SOHAIL AKHTAR
TEL. (416) 283-7255

پیغامبر

The Messenger

FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH,
ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

**You are the best community evolved for mankind. You enjoin right, forbid wrongdoing, and believe in Allah.**

(Al 'Imran: 3,110)

DEC: 07/1983

# MRS. GANDHI'S MONOMANIA

N. H. HASHMEY

The smell from some kitchens in Pakistan has of late been making quite a few 'Congress (I) mouths in New Delhi water. But the smell could be deceptive. The contents of the cooking pots may disappoint, even shock those who may be smacking their lips.

Hallucinations, nostalgia and a familiar, though mistaken, scenario seem to be tantalising Mrs. Indira Gandhi and her strategists. Strangely enough, Mr. Subramaniyam has not yet surfaced. Maybe, he has turned in his advice to the Prime Minister in a top secret cover. Let us hope it is not, for a change going to be the selfsame "opportunity-of-the century" advice.

What are the conditions that make the nostalgia and the urge for interference irresistible? First of all, there is the "andolan" in a Pakistan province which, like East Pakistan has a common border with India. Secondly, there is Martial Law in Pakistan just as there was one in 1971. Thirdly–and this is a new element–the Soviet Union is physically much closer than she was in 1971 almost within hail. Maybe these are the daydreams that have led the Congress (I) rulers to send agents burrowing into Sind. Some have been nabbed. One of them admitted before a Hyderabad magistrate that he had been "assigned certain tasks by the Federal Secret Agency of India". This makes one recall similar admissions made of captured Indian agents in East Pakistan in 1971.

Let us digress here for a moment. The reference made to East Pakistan brings to one's mind the exchange of messages, in 1971, between Col. Gaddafi and Mrs. Indira Gandhi.

Mrs. Gandhi's cable to Col. Gaddafi:-

"My Government has always been keen to inform you and your government about the painful events in the Indian East Bengal since the 25th of March. From time to time we have been explaining the development of the situation through our diplomatic representative, in these moments of danger the Indian Government and people cherish hope of your good understanding and hope that you would dissuade Pakistan from the policy of aggression.

Please accept, your excellency, my highest esteem."

– Indira Gandhi.

Excerpts from Col. Gaddafi's reply:-

. . . . "Whatever the situation in East Pakistan. . . . and whether we endorse it or not, . . . . there is no law in the world which permits others to interfere with force in order to rectify internal situation in another country. The so-called liberation has no meaning at all. India has taken a serious step which will affect herself as a precedent in future. . . . We are not carried away by religious feelings only for the sixty million Muslims living in India to whom we wish all well-being, but we are also equally concerned about precedent and human principles which have come to us through divine books in order we act upon and preserve them". . . .

–Col. Muammur Gaddafi.

Col. Gaddafi may not at the moment be in the good books of Mrs. Gandhi for his commitment to Islam and for his anti-Zionist stance. But what about Mr. Khushwant Singh, the well-known Indian journalist, who tells his Government to mind its own business? In an article in Sunday Magazine the other day, he said that Pakistan has behaved with rectitude while the Indian spokesmen have not. "Till now", he added, "the Pakistan Government has not given any encouragement to the Khalistanis and abstained from making comment on anti-Muslim riots. If General Zia now starts taking more interest in the dissident movements and airs his views about them, it will not lie in our mouths to tell him to mind his own business".

Coming back to the familiar scenario and favourable conditions, let us see how the Indian rulers have been harking back to the pre-intervention "euphoria" of 1971. They had the much-needed or the cleverly-created "andolan" in East Pakistan. In 1983, they seem to be smelling some of it in Pakistan. So, the first requirement stands duly met. Noising it abroad was the next step. The external broadcasts of AIR and the BBC, have been taking care of that, as they had done in 1971. In 1971, several additional battalions of the BSF had been posted on three sides of East Pakistan on the ground that the "andolan" in that province made such a precaution essential. In addition the army in West Bengal had to a reinforced to quell Naxalite activity and province wide riots. That was all bunkum and subterfuge. In fact, over a dozen army divisions had been lined up in battle order around East Pakistan. On November 8, 1971, Mrs. Gandhi said, I do assert that India shall not take any action that would lead to war or conflict with Pakistan. . . . 'She had given that assurance to President Nixon too on her visit to the USA shortly before the "intervention" while actually her army generals were already under orders to invade East Pakistan on a given date. Mrs. Gandhi is in the habit of "breathing out" such pious assurances to all her neighbours.



After her repeat performance in the USA (in 1983) she got back home, as usual, the very picture of peace, and full of memories of November 1971, within days of her turn, she put her own Punjab under the President's rule, ordered several thousand additional BSF men into the State, and alerted the army. Doesn't it look like a familiar scenario? But, Sind is far off. Why such stiff measures in the Punjab when the scene of the 'andolan' lies hundreds of miles away. Well, Chhamb and Jaurian too were nowhere near Lahore or Sialkot either. Demands of strategy have to be met. The massing of BSF or army units along Sind would have made the whole thing so obvious. This is what they in the barracks call a diversion or a feint – 'Kuja mee numaayad, kuja mee zanad'). And Mrs. Gandhi had ample provocation for taking drastic measures. Killing as many as eight Hindus in a single day and in one "go" is no bloody joke. Meerut, Aligarh, Moradabad and Hyderabad (Deccan) to name only a few places, are different story altogether. So is Assam, where hundreds of Muslims were massacred in a single day. For secular India the happenings at those places were not that serious. That was why President's rule was not imposed there. The Punjab, however, is different. It is "Sikh-infested" and Pakistan whose name stinks in the nostrils of some strategists and drum-beaters of Mrs. Gandhi, if not in those of the Prime Minister herself has been playing a cordial host to Sikh pilgrims all these years. There lies the mischief. This means arms from and training in Pakistan for the Sikh militants Pakistan is the conduit at both ends–India and Afghanistan. How long can this mischief be tolerated! That is how the thinking beyond our borders develops. And this is how 'friends', on the other side of the "gate", build up a case for stoking up fires in the neighbouring sovereign State, for "hot pursuit" and intervention. It does not matter if the Preamble to the U.N. Charter calls upon its signatories 'to practise tolerance and live together in peace with one another as good neighbours" it is a cry in the wilderness if the Charter reminds nations that the United Nations 'is based on the sovereign equality of all its members'. India's Prime Minister thinks that like the USA and the USSR she is above the United Nations. That is why she does not care a tinker's damn about the U.N. resolutions on Kashmir, Kampuchea and Afghanistan. She has only one obsession, one fixation–i.e. to undo Pakistan before it is too late. That is her monomania. She refuses to appreciate that any movement in Pakistan is Pakistan's own affair, its own domestic matter. She forgets that as NAM Chairman she has not only to hold her own tongue, but also restrain her 'more-loyal-than-the king "drum-beaters and strategists. Her solicitude" for Pakistan has not won her any popularity here. Indeed, the common man in Pakistan is by now convinced that so long as Mrs. Gandhi is in power in India, all utterances on Indo-Pakistan friendship made by Congress (I) leaders, officially or unofficially, will ring hollow. The sane elements even in India have often spoken and written about the ambivalent trait in the Nehru 'dynasty' and about the 'Two Faces of Mrs. Gandhi". It is high time she listened to realists like Morarji Desai, Charan Singh and Atal Behari Vajpayee.

## India made plans to invade Sri Lanka

BY OUR SPECIAL CORRESPONDENT

When Sinhalese-Tamil riots erupted in Sri Lanka, India gave her three choices, namely, share power with the Tamils, join her in a confederation or risk annexation with India.

Even an Indian parabrigade was alerted for intervention along with over 500 volunteers of Tamil Nadu freedom fighters as suicide squads. This was in spite of the fact that Sri Lanka had asked for help from five countries, but India was not one of them.

This was disclosed by Brig. Nur Hussain of the Institute of Strategic Studies, Islamabad, in his speech at the symposium organised by "The Pakistan Times" on the "Indian policy of interference in the internal affairs of neighbouring countries."

He also said that China had decided to revise its maps to give Bhutan some disputed territory, but India blocked a settlement. Again China offered very reasonable terms for settlement of the border dispute with India, i.e. India keeps what she occupies in North-East Frontier Agency and China keeps what she occupies in Aksai Chin. India rejected these terms, because they would finally close the door of her ability to interference in Tibet and Sinkiang.

These were some of the instances of Indian interference in the internal affairs of other countries particularly her neighbours. The speaker had many more examples to give.

## Al-Zulfiqar responsible for terrorist acts —MURTAZA

Murtaza Bhutto has claimed that his terrorist organisation 'Al-Zulfiqar' has once again been active in Pakistan after a pause of about 10 months.

Murtaza in an interview with the BBC in Vienna has said that his organisation was responsible for the recent terrorist acts in Pakistan. He refused to divulge the place from where he had come to Vienna, as well as his onward destination. He said that Al-Zulfiqar has shifted its headquarters from Kabul. He said that their silence for 10 months was the result of the decision to leave Afghistan, the place where the terrorist gang was set up in 1979.

Murtaza Bhutto said that the Afghan Government had violated the agreement reached between them since it had started interfering in their affairs. He said that his organisation was demanding the release of all political detenus in Pakistan and permission to the ailing leaders to go for treatment abroad and come back after treatment.

He said Al-Zulfiqar would do whatever it liked to get its demands met. He denied that his organisation's headquarters is in Delhi. He said it is difficult to start on activities from a democratic country. He also denied that their headquarters is in Libya, although he was full of praise about the revolution in Libya.

Murtaza Bhutto had never spoken, in detail before about his organisation's links with the Soviet-backed regime in Afghanistan.

He denied that the Kabul regime had provided military training to Al-Zulfiqar, but said that an attempt was made to teach basic military training to Al-Zulfiqar Coordination and Information Office members in Kabul. He refused to give details about his differences with the regime in Kabul and said we still desire good relations with them. He denied that the earlier opposition movement had fizzled out due to their hijacking of the PIA Boeing and said the movement collapsed after Gen. Zia-ul-Haq resorted to aggressive policies and arrested the Opposition leaders. He added that his organisation was now concentrating on Punjab's participation in the agitation against the Government.

## 400 Sikhs arrested

An official Indian spokesman told newsmen that at least 400 Sikh extremists have been arrested since the last week in searches by the police and para-military forces in East Punjab, says a radio report. A large quantity of arms was also said to have been recovered. Meanwhile, a Sikh leader has said that the Akali Dal will continue its campaign until all its demands are met.

Addressing a function near Kapurthala, he said that 10 rounds of talks with the Government had so far proved fruitless. He said the police were still conducting raids and arresting innocent Sikhs.

I am in plainer words, a bundle of prejudices–made up of likings and dislikings.
–Charles Lamb